کتاب السنۃ

مستحب کے مقابل نہیں ہے بلکہ فرض و واجب سنت کے مقابل نہیں بلکہ یہاں اہل سنت اور یہاں مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں اہل سنت بدعت کے مقابل ہے اور فرق باطلہ کی تردید بیان و جماعت کے عقائد کا اثبات اور فرق باطلہ کی تردید کرنا چاہتے ہیں۔

سنت کا لغوی معنی ہے طریقہ، عادت

سنت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے فرمان اور وہ افعال اور اقوال ہیں جو مسلمانوں کے لئے قابل عمل ہیں۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سنت نہیں لہذا نو بیویاں نکاح میں رکھنا، اونٹ پر طواف کرنا یہ حضور کے افعال کریمہ تو ہیں لیکن ہمارے لئے ناقابل عمل ہیں۔ ہر سنت حدیث ہے۔ ہر حدیث سنت نہیں۔ الحمد للہ اہل سنت ساری سنتوں پر عامل ہیں اہل حدیث نہیں کیونکہ ساری حدیثوں پر کوئی عمل نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی کوئی اہل حدیث ہو سکتا ہے۔

اس حدیث میں مذموم فرقوں سے فروعی مسائل میں اختلاف کرنے والے فرقے مراد نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد وہ فرقے ہیں جن کا اختلاف اہل سے اصول دین و عقائد اسلام میں ہے مثلاً توحید تقدیر نبوت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے محبت

وغیرہ میں کیونکہ انہیں مسائل میں اختلاف رکھنے والوں
نے باہم تکفیر کی ہے کیونکہ فروعی مسائل میں اختلاف رکھنے
والے باہم تکفیر نہیں کرتے۔
72 فرقے جہنم میں جائیں گے 73 واں فرقہ نجات
پانے والا ہوگا یہ وہ ہے جو سنت پر گامزن، بدعت سے
مجتنب اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے محبت کے ساتھ
ان کے نقشِ قدم پر چلنے والا۔

محکم آیات کو چھوڑ کر متشابہ کے پیچھے پڑ جانا
یہ تمام بدعتیوں کی عادت ہے وہ قدیم ہوں یا جدید
ان سے دور رہنے کا حکم ہے۔

خواہشات نفسانیہ والوں سے اجتناب اور
بغض کا بیان

الاھواء جمع ہے ہوٰی کی بمعنی خواہش نفس، یہاں اس سے
مراد سوءِ عقیدہ اور بدعت ہے

← اس حدیث کی مطابقت باب سے اس طرح ہو رہی ہے
کہ اہل ہوا انشاء اللہ بغض کے مستحق ہیں۔

← ان صحابی پر اہل ہوا کا لقب صادق نہیں آتا

اس کی توجیہہ یہ ہے کہ ترک سلام و کلام ہو گیا تھا
جب ایک صاحب لغزش صحابی سے
ہے تو اہل ھوا جو فاسق و فاجر ہیں ان سے بطریق اولیٰ ہونا چاہئے۔
ان صحابی کا معصیت کا تعلق عمل سے تھا اور اہل ھوا
کی خطا کا تعلق عقائد سے ہوتا ہے جو معصیت فی العمل سے
زیادہ سخت ہے ...... یا یوں کہئے کہ وہ صحابی تو یقیناً اہل
ھوا میں سے نہیں تھے لیکن جو لغزش ان سے ہوئی وہ ھوائے
نفس پر مبنی تھی۔

صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا حضرت ہارون علیہ السلام کی
اولاد میں سے ہیں۔ ان کا پہلا خاوند غزوہ خیبر میں مارا گیا
آپ قید ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئیں۔
خصوصاً سوکنوں کو آپس میں غیظ و غضب ہوتا
ہے اس پر یہ کہہ دیا گیا۔ یہودیہ سے مراد قوم یہود ہے نہ یہ
کہ مذہب یہود۔ کیونکہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تو اب مسلمان
ہو چکی تھیں۔ یہ ترک کلام عداوت کے لئے نہیں بلکہ تعلیم و
تربیت کے لئے تھا جن احادیث میں تین دن سے زیادہ ترک
کلام کی ممانعت ہے وہاں دشمنی کا ترک کلام مراد ہے۔
اس سے معلوم ہوا بیوی کو بجائے پیٹنے کے
ترک کلام سے تعلیم و تربیت دے۔

قرآن کریم میں جھگڑا کرنے کی ممانعت

اس میں مختلف اقوال ہیں

متشابہ آیات کے بارے میں حقیقت تک پہنچنے میں بحث و مناظرہ کرنا مراد ہے۔ قرآن کریم کی مختلف قراءتوں کے بارے میں بحث کرنا کسی حرف کو ثابت کرنا اور کسی کا انکار کرنا وغیرہ مراد ہے۔ تقدیر وغیرہ کے سلسلے میں جو آیات وارد ہیں اس میں بھی بحث کرنا مراد ہے۔ ان تمام صورتوں میں بحث اگر اس حد تک پہنچتی ہے کہ اس سے قرآن کے الفاظ و معانی کا انکار لازم آتا ہے جو کفر ہے۔

سنت کو لازم پکڑنے کا بیان

تخت پر ٹیک لگائے آسودہ آدمی لیٹے گا....

اس پیشن گوئی منکرین حدیث کے سرغنہ عبداللہ چکڑالوی پر آتی ہے۔ مولانا نورالدین کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جب اس سے مناظرہ کرنے لاہور میں اس کے گھر پہنچے تو وہ مولانا سے انکار حدیث پر اس حال میں بحث کر رہا تھا کہ وہ اپنی چارپائی پر ٹیک لگائے لیٹا تھا۔

اس حدیث میں صاف طور پر موجود ہے کہ

حدیث کو قرآن پر پیش کرنا ضروری نہیں بلکہ قرآن کی طرح

حدیث بھی مستقل حجت ہے۔

سنت کو لازم پکڑنے کا بیان

جب وہ دیکھے گا کہ لوگ قرآن و سنت کو چھوڑ بیٹھے ہیں

اور شیطان اور بدعت کے بدروکار ہو رہے ہیں تو میں

کیوں نا کوئی بدعت ایجاد کروں۔ تو خبردار اس کی نکالی

ہوئی بدعت سے بچتے رہو۔ کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے

آپ نے عالم کے فتنے سے بھی ڈرایا کیونکہ

عالم کا فتنہ بہت سخت ہوتا ہے۔ فتنے کے وقت

میں طالب حق کو چاہیے وہ قرآن کو دیکھے اور صحیح احادیث

میں تلاش کرے اور فرقہ بندی سے دور رہے۔

دوسرے فرقے خود ہی اس زمانے میں زور پکڑتا جو تقدیر کا

انکار کرتے ہیں۔ یہ گمراہ لوگ اپنی جانب سے جو بھی بدعت نکالتے

ہیں اس بدعت کے باطل ہونے پر اس سے پہلے پیارے آقا

صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دلیل قائم ہو چکی ہے۔

اور صحابہ کرام کے زمانے میں۔

وہ شخص جانتا ہے۔ یہاں اس شخص سے مراد

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ خلاف سنت طریقوں

میں جو خرابیاں تھیں ان کو آپ خوب جانتے تھے۔

قوم سے مراد۔ سلف و صالحین ہیں کیونکہ انہوں

نے مشکوٰۃ نبوت سے علم حاصل کیا ہے

انہیں جنت کے لئے پیدا کیا گیا۔ انہیں جہنم
کے لئے پیدا کیا گیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ:
اگر اللہ نہ لکھتا تو جن کو جہنم کیلئے لکھا وہ اچھے
اعمال کر کے جنت میں چلے جاتے و بالعکس،
بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کو اس
نے جہنم کیلئے پیدا کیا اگر ان کی تقدیر میں
کچھ نہ لکھتا تو بھی ممکن نہ تھا کہ وہ جنت میں چلے
جاتے۔ یہ لوگ چونکہ برے اعمال ہی کرنے والے
تھے جو اللہ کو معلوم تھا۔ (کیونکہ اس کا علم ماضی
مستقبل حال کیلئے یکساں ہے) اس لئے
اس نے اپنے علم کی بنیاد پر لکھا ایسا نہیں
کہ لکھنے سے یہ لوگ مجبور ہو گئے۔

متشدق اور مفوہ

اسے شخص سے مراد ہیں جو بے کار کی گفتگو میں پڑھ کر ایسے مسائل میں اپنی عقل دوڑاتے ہیں جو کہ سے ماورا ہیں جس کی وجہ سے سلف کے طریقہ سے دور چلے جاتے ہیں

اتباع سنت کی طرف بلانے کی فضیلت۔

حدیث نمبر 52

⟸

سوال دو طرح کا ہوتا

ایک تو وہ جس کی ضرورت ہے اور معلوم نہیں تو آدمی کا جاننے کے لئے پوچھنا درست ہے۔

دوسرا وہ جس کی نہ حاجت ہے نہ ضرورت آدمی بلا ضرورت یونہی خیالی و فرضی سوال کرے اور اس کے سوال کے سبب وہ چیز حرام کر دی جائے۔ آج کل بعض لوگ علماء سے یونہی بطور امتحان سوال کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے

باب فی التفضیل۔

حدثنا محمد بن کثیر۔۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود کو ایک عام آدمی عاجزی کے طور پر کہا اس پر اہلسنت کا اتفاق ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہی درجہ ہے۔

باب فی الخلفاء

بعض احادیث میں عطا سے کیا مراد ہے؟ اس میں اقوال ہیں

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سمن اور عسل دونوں کی تعبیر قرآن پاک سے فرمائی جبکہ ایک کی قرآن پاک سے ایک کی حدیث پاک سے کرنی چاہیے تھی۔

رسی کے ٹوٹنے کے بعد جڑنے کی تعبیر یہ کرنی چاہیے تھی کہ ان کے بعد اگلا شخص جوڑے گا مطلب خلیفہ ہوگا جبکہ انہوں نے وہی شخص مراد لیا۔ رسی ٹوٹنے سے مراد ان کی شہادت ہے۔

~~[illegible]~~

ڈول کھینچنے سے مراد فتوحات و غنائم ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے کے مختصر ہونے کی وجہ سے اس کی نوبت ان کے زمانے میں کم آئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت طویل ہونے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتوحات کی کثرت ہوئی بخلاف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ان کی مدت خلافت سوا دو سال اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تقریباً ساڑھے ۱۵ سال۔

حضرت عثمان رضی اللہ کے بھی کثرت سے پانی کھینچنے کا تذکرہ ہے تو ان کی مدت خلافت تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ ہے تقریباً ۱۲ سال

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پانی پہنچنے اور عوام کا
ہی تذکرہ ہے اس میں اشارہ اس اختلاف اور انتشار
کی طرف ہے جو ان کے زمانے میں ہوا
جنگ جمل اور صفین کی طرف اشارہ ہے

حدثنا سهل علی بن سهل
رومی ۴۰ دن تک شام میں ٹھہریں رہیں گے۔

اس حدیث میں فتنہ اور لڑائی کا ذکر ہے۔
یعنی اس لڑائی میں بلاد شام میں سے یہ دو جگہیں محفوظ رہ
سکیں گی۔

غوطہ دمشق میں ایک نہایت سرسبز علاقہ ہے۔
مصنف کا ان روایات کو خلفاء راشدین کے تذکرے کے بعد
لانا اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس طرح کے فتن کا
ظہور خلفائے راشدین کے زمانے کے بعد ہوگا۔

حدثنا ابو ظفر
یہاں مصنف نے چند روایات حجاج بن یوسف
کی سیرت شیخ اور اس کے جبر و تشدد سے متعلق ذکر کی
ہیں۔ حجاج بن یوسف حضرت عثمان غنی رضی اللہ کے
حامیوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین میں سے
ہے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بنو امیہ میں سے تھے اور حضرت

علی رضی اللہ عنہ بنو ہاشم میں سے۔ حجاج تلاوت کر رہے

ہوتے تھے فَرَاقَكَ الَّتِي سے اشارہ اہل شام یعنی بنو امیہ کی طرف

اور مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا سے اشارہ اہل عراق کی طرف جو

کہ علی و اصحاب علی ہیں۔ رضی اللہ عنہم

گویا وہ یہ کہنا چاہتا تھا جس طرح اللہ تعالیٰ نے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا کر یہود پر فوقیت

عطا فرمائی۔ اسی طرح عثمان رضی اللہ عنہ کو علی رضی اللہ عنہ پر
خلافت دے کر

~~خلافت~~ فوقیت عطا فرمائی۔ ~~بنو ہاشم~~ ان سے خلافت چھین

کر بنو امیہ کی طرف منتقل فرمائی۔

حجاج کا یہ اشارہ ہے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما

کی طرف۔ ایک بار پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر

کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر پر حضرت رقیہ

رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لئے چھوڑا تھا اور حضرت

علی کو 9ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم سورۃ توبہ

بعض مخصوص اعلانات کروانے کے لئے۔

اس کا جواب اس طرح دیا جا سکتا ہے ایک

موقع پر یوں بھی تو ہوا تھا کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم

نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی کو اپنے گھر چھوڑا

اور فرمایا تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون (مفہوم)

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم تھا صلح نامہ بیعت عمرہ

کے موقع پر

الحدیبیہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فضیلت کے اعتبار سے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑھے ہوئے ہیں لیکن یہاں

حجاج کا مقصود تو صرف تنقیص علی ہے۔

باب فی الخلفاء

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت

2 سال 3 ماہ 10 دن۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی 10 سال 6 ماہ 8 دن

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی 11 سال گیارہ ماہ 9 دن

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی 4 سال 9 ماہ 7 دن

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی 6 ماہ

اور پہاڑ خوشی میں وجد کرنے لگا

اس سے معلوم ہوا حضور سب کے انجام سے واقف ہیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

تم جو چاہو عمل کرو۔

بیعت رضوان کرنے والوں کو یوں فرمانے کا مطلب یہ نہیں کہ

انہیں گناہوں کی اجازت دے دی گئی بلکہ مقصد یہ ہے کہ

تم وہ کام کر ہی نہیں سکو گے جو کہ دوزخ کا ذریعہ ہوں

جن کے دلوں پر اللہ کی رحمت ہو وہ دل گناہوں کی طرف

مائل ہو ہی نہیں سکتا۔ جیسے پرندے کے پر کاٹ

کر کہا جائے جہاں اڑنا چاہے اڑ۔

حدثنا حفص بن عمر رضی اللہ عنہ ....

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا ایں لیا اے دد بود اور دو ہوگا

ایسا آپ نے کراہت کے طور پر فرمایا .. جاء السقف من

من بیدہ وضاحت کرتے ہوئے بتایا

کہ وہ خلیفہ تو بذات خود نیک ہونگے لیکن جب وہ

خلیفہ بنیں گے اس وقت ہنگامے اور فتنے کا زمانہ ہوگا

یہ صحیح ہے اور ایسا ہی ہے یہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کے قتل کو شہید کرنے کی طرف اشارہ ہے

باب فی فضل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نمبر 1

یہاں پہلے قرن سے مراد صحابہ کرام علیہم الرضوان کا

زمانہ ہے جس کی مدت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہور

40
13
53 نبوت سے 120 سال تک ہے

دوسرے قرن سے مراد تابعین کا زمانہ

جو کہ 170 ہجری تک رہا۔

تیسرے قرن سے مراد تبع تابعین کا زمانہ جو

170 سے 220 تک رہا ہے

اس کے بعد مسلمانوں میں برے فتنے اور

فرقہ بازیاں شروع ہو گئیں

باب ما یدل علی ترک القتال فی الفتنة

بعض صحابہ اکرام علیھم الرضوان ایام فتنہ میں قتال کو جائز نہیں کہتے تھے جن میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت محمد بن مسلم ہیں ۔ رضی اللہ عنہم

جمہور صحابہ اور تابعین کا نظریہ یہ ہے کہ حق کی مدد کرنا اور باغیوں سے جنگ کرنا واجب ہے ۔

باب فی التخییر بین الانبیاء علیھم السلام

فضیلت نا دینے کی توجیہات :

1 ← اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ بغیر علم کے کسی نبی کو کسی پر فضیلت نہ دو ۔

2 ← پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فضیلت دینے سے منع فرمایا جو دوسرے نبی کی تنقیص کو مستلزم ہو ۔

3 ← نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فضیلت کا علم ہونے سے پہلے یہ فرمایا تھا ۔

4 ← آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول تواضع پر محمول ہے ۔

(5) ← آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفسِ نبوت میں فرق کرنے سے منع فرمایا ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے ہوئے ہوں گے

← اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلقاً افضل ہو گئے ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت جزوی ہے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کے نبی ہونے کی تحقیق

عطا بن رباح اور حسن بصری کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام نبی نہیں تھے

وہب بن منبہ کہتے ہیں حضرت عزیر علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان تھے

باب فی ردّ الارجاء

مرجیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد معصیت سے کوئی ضرر نہیں ہوتا اور ہر مومن بغیر عذاب کے جنت میں جائے گا خواہ اس نے کتنے ہی گناہ کئے ہوں۔

ایمان کی اصل تین چیزیں ہیں

01 تصدیق بالقلب:
اللہ تعالیٰ فرشتوں پر ایمان لانا۔ اللہ عزوجل کی کتابوں اس کے رسولوں پر ایمان لانا

02 ← اقرار باللسان
توحید و رسالت کا اقرار کرنا

قرآن مجید کی تلاوت کرنا

علمِ دین حاصل کرنا

علمِ دین پڑھانا۔

عملی یا ارکان

03 ⟸

روزہ رکھنا

پاکیزگی حاصل کرنا

حج کرنا

نماز پڑھنا

قربانی کرنا

زکوٰۃ ادا کرنا

تارکِ نماز کے متعلق مذاہبِ فقہاء

آئمہ اربعہ کے نزدیک تارک نماز کافر نہیں ہوتا بلکہ فاسق ہے...... اور متقدمین کی ایک جماعت کے نزدیک وہ کافر ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے

لا یزنی الزانی حین یزنی

اس حدیث کا جواب اہل سنت کی طرف سے یہ ہے کہ اس سے مراد نفسِ ایمان کی نفی نہیں ہے بلکہ کمالِ ایمان کی نفی ہے

زانی کے اندر سے ایمان کے نکل جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے نورِ ایمان نکل کر باہر آجاتا ہے اور بعد میں داخل ہو جاتا ہے۔

ایمان:

ایمان کا معنی یہ ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کی طرف سے جو کچھ احکام لے کر

آئے ان (اور یہ) سب کی دل سے تصدیق کی جائے

اسلام:

لغت میں اسلام کا معنی ہے اطاعت اور شرعی معنی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا کلمہ شہادت پڑھنا واجبات پر عمل کرنا اور ممنوعات کو ترک کرنا۔

باب: ایمان کے زیادہ یا کم ہونے کی دلیل

ایمان کم یا زیادہ ہوتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک	ائمہ ثلاثہ کے نزدیک رحمۃ اللہ علیہم
ایمان میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی۔	ایمان میں کمی اور زیادتی ہو سکتی ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب ایمان کا لفظ بولا جائے تو اس سے ایمان کامل مراد ہوتا ہے اور ان کے نزدیک اعمال بھی اس میں داخل ہیں

اور امام اعظم کے نزدیک جب ایمان کا لفظ مطلق بولا جائے تو اس سے نفس ایمان مراد ہوتا ان کے نزدیک اعمال ایمان میں داخل نہیں ہیں۔

← غرقد ایک قسم کا درخت تھا جو کہ جنت البقیع
میں تھا اسی اعتبار سے بقیع کی نسبت اس کی طرف کی گئی ہے۔

تقدیر کا بیان

فرقہ قدریہ تقدیر کا منکر ہے اس کا عقیدہ ہے کہ
انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے
اس فرقہ کو مجوس سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے
کہ مجوس دو خالق کے قائل ہیں یعنی خالق شر اور خالق خیر

باب فی ذراری المشرکین

بالغ ہونے سے پہلے فوت ہونے والے بچوں کے متعلق مختلف
اقوال ہیں۔
(امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک)
حنفیہ کے نزدیک

1) کفار کی اولاد آخرت میں اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے
2) نابالغ بچے اپنے آباء کے حکم میں ہیں۔
3) مشرکین کی اولاد جنت اور دوزخ کے درمیان برزخ میں ہوگی۔
4) مشرکین کے بچے جنت میں اہل جنت کے خادم ہونگے
5) مشرکین کے بچے جنت میں جائیں گے۔

اس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ وائدہ یعنی وہ دائی
جو نو مولود بچی کو زندہ درگور کرنے والی ہے اور موؤدہ وہ
نو مولود بچی دونوں جہنم کی مستحق ہیں
یہ حدیث ان علماء کرام کی دلیل ہے جو مشرکین
کے بچوں کے کفر کے قائل ہیں

ہم پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی
نجات کے قائل ہیں اس حدیث مبارکہ میں أمّ سے
مراد چچا ہے۔ اس لئے کہ اب کا اطلاق عم پر بھی ہوتا
ہے خصوصاً اس لئے بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
بچپن (سے [illegible] جوانی) کا بہت سا وقت اپنے چچا کے پاس
میں اپنے چچا ابو طالب کے پاس ہی رہتے تھے
پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع
کے موقع پر اپنے والدین کو زندہ کر کے کلمہ پڑھوایا

اس کو ظاہر پر محمول کیا جائے تو اس کا مطلب
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے اندر اتنی طاقت
رکھی ہے کہ وہ انسان کے باطن میں اس کی رگوں تک پہنچ
جائے
اگر مجازی معنی مراد لیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ
شیطان ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے کبھی جدا نہیں

تھا جو کہ جنت البقیع
اس کی طرف کی گئی
ہے

ن کا عقیدہ ہے کہ
ں ہے
نے کی وجہ یہ ہے
خالق شر اور خالق خیر

کے متعلق مختلف

پر موقوف ہے

یان برزخ میں

گے

باب فی الرؤیة

اللہ عزوجل کا دیدار مومن کو روز قیامت ہوگا۔ یہ اہلسنت کا مسلک ہے۔ معتزلہ جہمیہ اس کا انکار کرتے ہیں

جمہور علماء اسلام کا موقف یہ ہے کہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالی کی رؤیت ممکن ہے دنیا میں یہ رؤیت صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے معراج کی شب واقع ہوئی اور آخرت میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور مؤمنین کے لئے یہ رؤیت واقع ہوگی میدان حشر میں بھی اور جنت میں بھی

باب فی الرد الجہمیہ

اللہ تعالی کا دست قدرت اور نزول فرمانا یہ صفات متشابہات میں سے ہے یہاں اتنا سمجھ لیں کہ اللہ تعالی کی صفات متشابہات اس کی شان کے مطابق ہیں۔ اللہ تعالی جسم اور جسم کی مشابہت سے منزہ ہے۔

باب فی القرآن

قرآن مجید اللہ تعالی کا کلام ہے اور وہ خود اس کا متکلم ہے لہذا وہ اللہ تعالی کی صفت ہے جس طرح کہ ہر کلام اپنے متکلم کی صفت ہوتا ہے۔ قرآن مجید قدیم ہے معتزلہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید حادث ہے۔

نجاشی کے بیٹے نے جب تلاوت کی تو الٹیں بیٹی سمجھ
میں آئی — یا تو طرز قرات پر یا مضمون آیت کی وجہ سے
یہاں نجاشی نے کلام میں بھی کلام کی اضافت اللہ تعالیٰ
کی طرف کی گئی ہے۔ معلوم ہوا یہ بات پہلے سے مشہور ہے اہل کتاب
بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔

باب فی الشفاعۃ

شفاعت کے متعلق خوارج کا عقیدہ

خوارج شفاعت کے مطلقاً قائل نہیں

معتزلہ: یہ صغائر کی مغفرت اور رفع درجات کے لئے شفاعت
کے قائل ہیں۔

شفاعت شفع سے بنا ہے بمعنی ملانا اور زیادتی

باب فی ذکر البعث والصور

صور سنگھ کی طرح کی کوئی چیز ہے جس میں پھونک ماری جائے
گی۔ اللہ تعالیٰ اس صور کو صورتوں اور روحوں کو ان کے اجسام میں
منتقل ہونے کا سبب بنا دے گا
زیادہ تر محققین کا اس اس پر اجماع ہے کہ صور
میں صرف دو بار پھونکا جائے گا پہلی بار پھونکنے سے سب مر جائیں
گے دوسری بار پھونکنے سے سب زندہ ہو جائیں گے۔

باب فی خلق الجنۃ والنار

معتزلہ کا کہنا ہے کہ
جنت و دوزخ ابھی تک پیدا نہیں کی گئیں
روز محشر پیدا کی جائیں گی۔

جنت آسمان میں ہے اور دوزخ زمین میں ہے

جنتیں 7 ہیں

جنت الفردوس　　جنت عدن　　جنت النعیم

دارالخلد　　جنت الماویٰ　　دارالسلام

علیین

دوزخ کے 7 طبقے ہیں

(1) پہلا طبقہ جہنم　(2) لظیٰ　(3) الحطمہ

(4) السعیر　(5) السقر　(6) جحیم

7) ہاویہ

باب فی الحوض

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے 2 حوض ہیں۔

ایک میدان محشر میں صراط سے پہلے اور دوسرا جنت کے اندر ہے۔ ان میں سے ہر ایک کو کوثر کہا جاتا ہے۔

حوض کے معنی ایسی پانی کا جمع ہونا۔

حوض کا پانی مومنوں کو وزن اعمال سے پہلے ملے گا تمام نبیوں کے الگ الگ حوض ہوں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حوض کا نام کوثر ہے۔

جرباء اور اذرح ملک شام کے شہر ہیں ان کے درمیان تین دن کی مسافت ہے۔

حوض کا خوارج اور بعض معتزلہ نے انکار کیا ہے۔

قبر کے سوالات اور عذاب قبر کا بیان

صحیح قول کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام اور مومنین کے نابالغ بچوں سے ان کی قبروں میں سوال نہیں کیا جاتا

عذاب قبر حق ہے اور ثابت ہے جمہور معتزلہ خوارج اور بعض مرجیہ اس کا انکار کرتے ہیں۔

باب فی الدجال

دجال دجل سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے چھپانا ڈھانپنا کذاب کو بھی دجال اس لئے کہتے ہیں کہ وہ حق کو باطل کے سبب سے چھپا دیتا ہے۔

مسلمان جب قسطنطنیہ کو فتح کریں گے اس وقت دجال کا ظہور ہوگا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث اس وقت ارشاد فرمائی جب آپ کو دجال کی علامات اور اس کے خروج کا وقت نہیں بتایا گیا تھا اس وقت آپ کے نزدیک یہ ممکن تھا کہ دجال کا خروج آپ کے زمانے میں ہوتا

پھر آپ کو اس کی علامات اور خروج کا وقت بتایا گیا تو آپ نے اس کے مطابق اپنی امت کو خبر دی۔